فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مسئلہ شہادت اور مدیرِ محدث"

قارئین کو یاد ہوگا، پچھلے دنوں جب قانونِ شہادت کا مسودہ مجلسِ شوریٰ میں زیرِ بحث تھا، چند مغرب زدہ خواتین نے مسئلہ شہادت کے بعض پہلوؤں کو "مرد و زن کی مساوات" کے منافی قرار دیتے ہوئے ملک میں ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا ——— سیاستدانوں کی شہ پر تو یہ ہُوا ہی تھا، لیکن جس طرح مغربیت کے ہمنوا، اخبارات و جرائد میں اس علمی مسئلہ پر بے بنیاد خیال آرائیاں کرتے رہے، ان کی بناء پر بعض دین پسند ذہن بھی ان سے متاثر ہُوئے بغیر نہ رہ سکے ——— تاہم یہ بات راقم الحروف کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ انداز ایک ایسے پختہ کار عالمِ دین کی طرف سے بھی اختیار کیا جائے گا جن کے حلقۂ فکر میں مداہنت کو آج تک رسائی حاصل نہ ہو سکی تھی بلکہ یہ حلقہ تعبیرِ دین میں بدنامی کی حد تک محتاط رہا ——— لیکن افسوس، یہ سانحہ رونما ہُوا، اور قارئین یہ جانتے ہیں کہ اپریل ۸۳ء کے شمارہ "محدث" میں اس خاکسار نے اپنے ایک آرٹیکل میں جہاں حقوقِ نسواں کے نام نہاد علمبرداروں کی ان خیال آرائیوں پر تبصرہ کیا تھا وہاں صاحبِ مضمون کا نام لیے بغیر "مرد و زن کی مساوات" کے مغربی نظریہ کی تائید میں ان کے ایک مقالہ کا تذکرہ بھی کیا تھا، جس کا ماحصل یہ تھا کہ قرآن کی رُو سے جب دو مردوں کی غیر موجودگی میں ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بن سکتی ہیں تو ان دو عورتوں میں اصل گواہ صرف ایک عورت ہے، دوسری محض یاد دلانے والی یا بغور سننے والی ہے ——— جس سے مغربیت کے ان ہمنواؤں کے اس موقف کو بے پناہ تقویت حاصل ہوئی کہ شہادت میں مرد و زن کی مساوات ہے۔

راقم الحروف کو یہ اعتراف ہے کہ علمی میدان میں اس کی حیثیت ایک طالب علم کی ہے

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ احساس بھی ہے کہ خود اہلِ علم کے نزدیک محض چھوٹائی کے خیال سے شرم میں رہنا کسی ایسے معاملہ میں مستحسن نہیں جس کا تعلق دینی غیرت سے ہو اور بالخصوص جس کی بناء پر فرامینِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زد پڑتی ہو ــــ چنانچہ اس آرٹیکل میں ابتداء سے آخر تک راقم الحروف کو صرف ایک ہی اطمینان حاصل رہا، (اور اب بھی حاصل ہے) کہ اس کا موقف اس مبارک ہستی کے انتہائی غیر مبہم اور واضح ارشادات سے عبارت ہے، جس کے ذریعے قرآنِ مجید نہ صرف ہمیں پڑھنے کو ملا، بلکہ اس کی تفہیم و تبیین بھی ہمیں عطا ہوتی ــــ لہٰذا چاہیے تو یہ تھا کہ صاحبِ مضمون "اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ" کے مصداق راقم کے شکر گزار ہوتے کہ اس نے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالہ سے ان کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا تھا، لیکن ہوا یہ کہ انہوں نے ایک جوابی مضمون میں اپنی بڑائی کے زعم میں نہ صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالی، طعن و تشنیع سے راقم کو سرفراز فرمایا اور زیرِ بحث مسئلہ میں وارد شدہ انتہائی واضح اور صریح احادیث رسول اللہ کو اگر مگر کی بھینٹ چڑھایا، بلکہ اسی بہانے انہوں نے "محدث" اور "مدیر محدث" سے اپنی کدورتوں کی تکمیل کا بہانہ بھی تلاش کر لیا، جو اس مضمون کے عنوان سے ہی ظاہر ہے، کیونکہ مضمون نگار تو راقم الحروف تھا، جبکہ "مسئلہ شہادت اور مدیرِ محدث" کے عنوان سے اس مضمون میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے مخاطب "مدیرِ محدث" حافظ عبدالرحمٰن مدنی ہیں، جو ان دنوں ملک سے باہر تھے اور ان کی اس عدم موجودگی کا موصوف کو علم بھی تھا ــــ لہٰذا راقم الحروف اس اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ وہ ادارۂ تحریر کا رکن تو ضرور ہے، مدیرِ مسئول محدث نہیں ــــ لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے اس جوابی مضمون کو اسی عنوان کے تحت اہل حدیث کے تقریباً تمام رسائل و جرائد میں خصوصی اہتمام سے چھپوایا ہے۔

موصوف نے یہ مضمون اشاعت کی خاطر خود "محدث" کو بھی بھجوایا اور جسے ہم اپنی کوشش کی حد تک بہتر سے بہتر صورت میں ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں، تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ:

۱۔ موصوف کے اس جواب پر راقم کا آئندہ تبصرہ صرف علمی نکات تک محدود رہے گا اور اسے ذاتیات سے ملوث نہ کرتے ہوئے اس میں موصوف کی ذات و علم کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

۲۔ قارئین کرام اس مضمون کا مطالعہ کرتے ہوتے اس طرف توجہ ضرور فرمائیں کہ جس تعلی و تفوّق کا طعنہ موصوف نے راقم کو دیا ہے، کہیں وُہ خود ہی اس کا شکار تو نہیں ہو گئے ۔۔۔۔ اس پر طرّہ یہ کہ مسئلہ کی حد تک اپنے اس مضمون میں موصوف ہمارے اصل درست موقف کے قریب آنے کی کوشش بھی فرما رہے ہیں ۔۔۔۔ جذباتیت کا طعنہ ہمیں دینے کے باوجود ہجوم جذبات میں ہمارے موقف کی تائید میں مزید دلائل فراہم کر رہے ہیں اور جا بجا اپنے سابقہ موقف کی تردید خود ہی کرتے نظر آتے ہیں لیکن اسی موقف پر قائم رہنے کے موقع بہ موقع دعویدار بھی ہیں!۔۔۔ چنانچہ اس مضمون میں انہوں نے نہ صرف ایک مرد کی بجائے دونوں عورتوں کو بحیثیت "شاہدہ من وجہ" تسلیم کیا ہے بلکہ دونوں کو ملا کر شہادت کی تکمیل کا اعلان بھی فرما دیا ہے!

۔۔۔۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اگر عزت نفس مانع نہ ہوتی تو شاید اپنے سابقہ فکر کہ "شاہدہ صرف ایک ہے، دوسری مذکرہ" کو اپنے جدید فکر سے تطبیق دینے کی لاحاصل کوشش کا شکار نہ ہوتے!

قارئین کرام، یہ مضمون ملاحظہ فرمائیں اور راقم کے آئندہ تبصرہ کا انتظار فرمائیں ۔۔۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم، علیہ توکلت والیہ انیب!

خاکسار اکرام اللہ ساجد

محدث کا تازہ شمارہ مجریہ جمادی الآخرۃ ۱۴۰۳ھ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں "فکر و نظر" عنوان کے تحت "فَشَہَادَۃُ امْرَأَتَیْنِ تَعْدِلُ شَہَادَۃَ رَجُلٍ "یس دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے" اس موضوع پر ایک طویل و عریض مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں زیادہ تر ہمارے ایک مضمون کو نشانہ تعاقب بنایا گیا ہے، جو روزنامہ جنگ۔ ہفت روزہ اہلحدیث۔ ہفت روزہ الاعتصام میں چھپا ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک تعاقب ایک مستحسن امر ہے جبکہ اس میں اخلاص و اصلاح پیشِ نظر ہو اور علم و تحقیق کا ولولہ کارفرما ہو۔ اگر تفوّق و تعلّی مقصود ہو تو پھر ایسے تعاقب سے حقیقت حال کا کھل کر سامنے آنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ جب ہم زیرِ نظر مضمون کو اس اصول پر جانچتے ہیں تو پورا اترتا دکھائی نہیں دیتا۔ علم و تحقیق تو ایک طرف رہا، جذباتی رنگ زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

مسئلہ شہادت قرآن مجید کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ" (سورۃ بقرۃ آیت ۲۸۲)

"تم اپنے مردوں سے دو گواہ بناؤ اگر وہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں سے جن کو تم پسند رکھتے ہو (دو عورتیں اس لیے کہ ایک ان دونوں میں سے بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلائے گی۔"

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا تقاضا ہے کہ دو عورتوں میں سے ایک شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکرہ۔ شاہدہ ہی شہادت دے گی اور مذکرہ تذکار کی ذمہ داری ادا کرے گی۔

مدیر محدث کا تعاقب:

تعاقب اور اس پر تبصرہ سے پہلے ہم اس موقف کو بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو انہوں نے دو عورتوں کی شہادت کی کیفیت کے بارہ میں اختیار کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

"خود قرآنِ مجید کی نظر میں عورت کا کسی بات کو بھول جانا ظاہر و باہر ہے اور اسی بناء پر شہادت کے لیے اس کے ساتھ دوسری عورت کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے جس سے ایک تو دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہونے کی واضح طور پر نشاندہی ہوتی ہے اور دوسرے اس سے عورت کی عقل کے نقصان کی حقیقت پر استدلال ہوتا ہے۔" (ص ۸)

اس عبارت سے مدیر محدث کا موقف آشکارا ہو جاتا ہے کہ ہر دو عورتیں الگ الگ شہادت دیں گی دونوں شہادتیں جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی۔

ہمارا نظریہ ——— لیکن دو عورتوں کی شہادت کے بارہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ایک عورت شاہدہ ہے دوسری مذکرہ۔ جیسا کہ قرآنِ مجید کی آیت دلالت کرتی ہے۔ مذکرہ عورت شاہدہ کے ساتھ ہو کر گواہی کو بغور اس لیے سن رہی ہے کہ شہادت کا کوئی حصہ بھول نے یا چھوڑنے پر اسے یاد دلا کر گواہی کو مکمل کر سکے اور اس کی الگ شہادت نہیں ہو گی بلکہ وہ تذکار اور تائید کی وجہ سے شہداء کے زمرہ میں داخل ہے، شہادت کی اس کیفیت سے "فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ" پر پورا پورا عمل ہو جاتا ہے۔ اتنی ظاہر بات بھی آپ کی

عقل میں نہ سما سکی اور شہادت کی جو صورت آپ نے بیان کی ہے، مفسرین خصوصاً حافظ ابن کثیرؒ نے تو سخت رد کیا ہے۔ تعاقب کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"جہاں تک شاہدہ اور مذکرہ کا معاملہ ہے کہ گواہی صرف ایک ہی عورت دے گی دوسری صرف بھول جانے پر یاد دلائے گی یا بغور سنے گی تو یہ قرآن مجید کی کس آیت کا ترجمہ اور کس حدیث رسولؐ کی تشریح ہے؟"

اگر قرآن مجید کا لفظی ترجمہ بھی آپ کی راہنمائی نہیں کرتا کہ ایک عورت شاہدہ دوسری مذکرہ ہے تو پھر خدا ہی حافظ ہے ؎

گر نبیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ہم نے اپنے نظریہ کی تائید میں ابن کثیر کی یہ عبارت بیان کی تھی:

اِنَّ شَہَادَتَہَا مَعَہَا تَجْعَلُہَا کَشَہَادَۃِ رَجُلٍ فَقَدْ اَبْعَدَ اَلصَّحِیْحُ ھُوَ الْاَوَّلُ یعنی "جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے۔ ان کا یہ قول عقل و نقل کے خلاف ہے صحیح صورت وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے یعنی دونوں میں سے ایک شاہدہ ہے دوسری مذکرہ۔"

تعاقب میں ایک سہو کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ابن کثیر کی عبارت میں "رَجُلٍ" نہیں "ذکر" ہے ——— حقیقت یہی ہے کہ عبارت نقل کرنے میں ہم سے سہو ہوا ہے۔ اس اطلاع پر ہم ان کے ممنون و مشکور ہیں لیکن امام ابن کثیرؒ جس نظریہ کو بیان کر رہے ہیں اس تبدیلی سے اس میں کوئی اہم تغیر واقع نہیں ہوا۔ مدیر محدث کا یہ واویلا کرنا خلافِ واقعہ ہے کہ "نہیں سے معاملہ کچھ کا کچھ ہو گیا گویا یہی وہ نقطہ ہے جس نے محرم سے مجرم کر دیا ہے" ——— بایں ہمہ وہ یہ نہ بتا سکے کہ اس سہو سے کونسی اہم تبدیلی ہوئی؟ یہ بات پتہ دیتی ہے کہ ان کا واویلا جذبات تک ہی محدود تھا۔

شہادت کے مسئلہ میں حافظ ابن کثیر کا موقف:

انہوں نے آیت "فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

اِذَا نَسِیَتِ الشَّہَادَۃَ فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی اَیْ یَحْصُلُ لَہَا ذِکْرُ بِمَا وَقَعَ بِہٖ مِنَ الْاِشْہَادِ وَبِہٰذَا قَرَأَ اٰخَرُوْنَ فَتُذَکِّرَ

بِالتَّشْدِيْدِ مِنَ التَّذْكَارِ وَمَنْ قَالَ إِنَّ شَهَادَتَهَا مَعَهَا تَجْعَلُهَا كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ فَقَدْ أَبْعَدَ وَالصَّحِيْحُ الْأَوَّلُ (ص ۳۳۵)

یعنی جب شہادت کا ایک حصّہ عورت بھول جائے گی تو ان میں ایک دوسری کو یاد دلائے گی۔ دوسرے قاریوں نے بھی اس کے ساتھ قراءت کی ہے تُذَكِّرُ کاف کی تشدید کے ساتھ ہے جو تذکار سے ہے اور جس نے کہا ہے کہ اس کی شہادت دوسری کے ساتھ مل کر مذکّر کی شہادت جیسی بنا دے گی، اس کا یہ قول عقل و نقل کے خلاف ہے۔ صحیح بات پہلی ہی ہے کہ ایک شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکرہ۔"

امام ابن کثیرؒ کا موقف اس اعتبار سے واضح ہے کہ فَتُذَكِّرَ تذکار سے بنا ہے جس کا معنی یاد دلانا ہے اور ذکر بالفتح سے نہیں بنا جس کا معنیٰ مذکر جننا یا مذکر بنانا آتا ہے۔ درحقیقت امام ابن کثیرؒ ان لوگوں کا رد فرما رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ "فتذکر" ذکر بالفتح سے بنا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ ایک عورت کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر اس کو مذکر بنا دے گی۔ یعنی مذکّر کی شہادت جیسی بنا دے گی بلکہ فتذکر تذکار سے ہے جس کا معنی یاد دلانا ہے۔ یعنی ایک عورت شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکرہ۔

مدیرِ محدّث کی سطحی نظر

انہوں نے لکھا ہے:

"جب ایک عورت بھول جائیگی تو دوسری اسکے ساتھ شامل ہو کر اسے مذکّر بنا دے گی اور یہ اس صورت میں ہے جب "فَتُذْكِرَ" کو بغیر تشدید "تُذْكِرُ" پڑھا جائے گا۔"

یہ عبارت بتاتی ہے کہ مدیر محدّث کی سطحی نظر ہے۔ ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ فتذکر تشدید سے ہو یا فتذکر تخفیف سے۔ یہ دونوں لفظ جن معانی میں مستعمل ہیں ان میں یاد دلانا اور مذکر جننا یا بنانا بھی آتا ہے۔ تفسیر کشاف میں ہے "فتذکر بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ هُمَا لُغَتَانِ وَفَتَذْكُر" یعنی فتذکر تخفیف کے ساتھ بھی اور تشدید کے ساتھ لغت ہے اور ایک لغت فتذکر بھی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے "فتذکر بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ إِحْدَاهُمَا الذَّاكِرَةُ وَالْأُخْرَى النَّاسِيَةَ" یعنی فتذکر تخفیف اور تشدید دونوں کے

ساتھ ہے اور ہر دو کے معانی میں یاد دلانا، مذکر جننا یا بنانا بھی شامل ہے۔ پھر یہ کہنا کہ تُذَکِّرَ پڑھنا غلط ہے۔ یہ کس قدر بے خبری ہے، حافظ ابنِ کثیر نے فتذکّر تشدید کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد من التذکار کی قید لگا دی تاکہ یاد کرانے کے ماسوا کوئی دوسرا معنی مراد نہ لیا جا سکے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فتذکر کے معنی تذکار (یاد کرانے کے ماسوا اور بھی ہیں اور یہی حال فتذکر تخفیف کے ساتھ قراءت کا ہے اس کا معنی مذکر جننا یا مذکر بنانے کے علاوہ یاد دلانا بھی ہے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ فتذکر تخفیف سے اس کا استعمال مذکر بنانے کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی ہوتا ہے تو پھر فتذکر تخفیف سے پڑھنا غلط کس طرح ہو سکتا ہے؟ بلکہ قراء میں سے ابنِ کثیر اور ابو عمرو کی قراءت بھی یہی ہے۔
احکام القرآن للجصاص میں ہے یعنی فتذکر کی قراءت تشدید سے بھی ہے اور تخفیف سے بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر دو کا معنیٰ ایک ہی ہے۔ یہ قول ربیع بن انسؓ، سدی اور ضحاک کا ہے۔ قاری ابو عمرو جن کا شمار قراء سبعہ میں ہے ان کا قول ہے کہ جس نے فتذکر تخفیف سے پڑھا ہے اس کی مراد ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے منزلہ ہے اور جس نے تشدید سے پڑھا ہے انہوں نے تذکیر یعنی یاد دہانی مراد لی ہے۔ ابو بکرؓ کا قول ہے کہ جب کوئی بات دو امر کا احتمال رکھتی ہو تو دونوں قراءتوں میں سے ہر قرائت کو جدید فائدہ اور معنی پر محمول کرنا واجب ہے "فَیَکُوْنُ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَتُذْکِرَ بِالتَّخْفِیْفِ تَجْعَلُھُمَا جَمِیْعًا بِمَنْزِلَۃِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ فِیْ ضَبْطِ الشَّھَادَۃِ وَحِفْظِھَا وَاِتْقَانِھَا۔
یعنی فتذکر کی تخفیف کے ساتھ معنی یہ ہے کہ "ان دونوں کو ایک آدمی کے بمنزلہ ضبطِ شہادت اور اس کے حفظ و اتقان میں کر دے گی" وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی فَتُذَکِّرَ مِنَ التَّذْکِیْرِ عِنْدَ النِّسْیَانِ یعنی "فتذکر جو تذکیر سے ہے نسیان کے وقت یاد دلانا ہے۔ پھر فرماتے ہیں" وَاسْتِعْمَالُ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا عَلٰی مُوْجِبِ دَلَالَتِھِمَا اَوْلٰی مِنَ الْاِقْتِصَارِ بِھَا عَلٰی مُوْجِبِ دَلَالَۃِ اَحَدِھِمَا فَقَط[ص ۵۱۲] "ان دونوں میں سے ہر ایک کا استعمال ان کی اپنی دلالت کے موجب زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ دونوں میں سے ایک کی دلالت کے موجب اس پر اقتصار کر لیا جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے"۔ اس کے باوجود کسی امام تفسیر یا امام قراءت نے فتذکر کی تخفیف کے ساتھ قراءت کو غلط نہیں کہا۔ البتہ اذکار کا لفظ مادہ کے اعتبار سے مختلف معانی میں مستعمل ہے۔ سفیان بن عیینہ نے فتذکر کا مادہ ذکر

بفتح ذال پیش نظر رکھا ہے۔ اس بناء پر ائمۂ تفسیر نے اس قراءت کی تردید کی ہے اس لیے کہ اس قراءت کی رُو سے معنٰی یہ ہے کہ ہر دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت جیسی ہے۔ ائمۂ تفسیر میں سے کسی امام نے فتذکر کی تخفیف کے ساتھ قراءت کی مطلق تردید نہیں کی ہے۔

فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل:

یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ ہر عورت کی شہادت الگ الگ ہو گی، پھر دونوں مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی تو ائمہ تفسیر میں سے اس معنٰی کو کسی امام نے قبول نہیں کیا بلکہ امام ابنِ کثیر نے اس معنٰی کی سخت تردید کی ہے۔ وُہ فرماتے ہیں: وَمَنْ قَالَ اِنَّ شَهَادَتَهَا مَعَهَا تَجْعَلُهَا كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ فَقَدْ اَبْعَدَ۔ "اور جس نے کہا کہ اس کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر اس کو ایک مرد کی شہادت کے برابر کر دے گی تو یہ عقل و نقل سے بعید ہے"۔ صحیح بات یہ ہے کہ ایک شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکّرہ۔ امام ابنِ کثیر نے قطعًا یہ نہیں لکھا کہ فتذکر کی تخفیف کے ساتھ قراءت غلط ہے فافہم ولا تعجل۔

شہادت اور تذکار:

مشاہدہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کرنے کا نام شہادت ہے۔ شاہدہ سے شہادت کا کوئی ضروری حصہ رہ جائے، اسے جو عورت یاددہانی کراتی ہے وُہ مذکّرہ ہے۔ مذکرہ جب تک شاہدہ کے ساتھ نہ ہو تو ایسی شاہدہ کی شہادت قابلِ قبول نہیں۔ شاہدہ ہو یا مذکرہ، ان کا واقعہ سے پوری طرح باخبر ہونا لازمی امر ہے۔ دونوں مل کر شہادت کو مکمل کریں گی البتہ ان کی حیثیت مختلف ہے ایک شاہدہ جو شہادت دے رہی ہے اور دوسری مذکّرہ ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وُہ بھول جانے والے شہادت کے حصہ کو یاد کرائے۔ اگر دیکھا جائے تو مذکّرہ بھی من وجہ شاہدہ ہے۔ اس لیے کہ شاہدہ سے شہادت کا جو حصہ رہ گیا ہے اس کو پورا کرنا مذکّرہ کا کام ہے۔

قرآنِ مجید میں ہے "فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى" یعنی "دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو یہ اس لیے کہ ایک ان کی بھول جائے

تو دوسری اس کو یاد کرائے گی۔"

مدیرِ محدث کا موقف قرآنِ مجید کی اس آیت کے خلاف ہے۔ان کا قول ہے کہ ہر عورت کی شہادت الگ الگ ہو گی۔ دونوں مل کر ان کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہو گی۔ان کا یہ موقف درج ذیل وجوہات کی بناء پر محلِ نظر ہے۔

۱۔ ان کا یہ موقف قرآنِ مجید کی صراحت کے خلاف ہے چنانچہ آیت "اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى" کا تقاضا ہے کہ عورتوں میں سے ایک عورت شاہدہ دوسری مذکرہ ہو گی۔ دو عورتوں کے مقرر کرلے کی قرآنِ مجید نے یہ علت بیان کی ہے "اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى" یعنی "ایک کے بھولنے پر دوسری اس کو یاد کرائے" دو کی تعداد مقرر کرنے کی اور کوئی علت نہیں ہے اور نہ ہی ان کو یہ ہدایت ہے کہ وُہ دونوں الگ الگ شہادت دیں۔اس سے واضح اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکرہ۔

۲۔ مدیرِ محدث کا جو موقف ہے قریبًا تمام ائمہ تفسیر نے اس کی تردید کی ہے۔ تفسیر فتح القدیر میں ہے:

(ا) وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ (فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى) تُصَيِّرُهَا ذَكَرًا يَعْنِيْ اَنَّ مَجْمُوْعَ شَهَادَةِ الْمَرْاَتَيْنِ مِثْلُ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ وَلَاشَكَّ اَنَّ هٰذَا بَاطِلٌ لَا يَدُلُّ عَلَيْهِ شَرْعٌ وَّلَا لُغَةٌ وَّلَا عَقْلٌ ثم[۲۲]"

"سفیان بن عیینہ نے (فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى) کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وُہ اس کو مذکر بنا دے گی یعنی ہر دو عورتوں کی شہادت جو الگ الگ ہوتی ہے جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت جیسی ہو گی۔ بلاشبہ یہ مفہوم و مطلب باطل ہے نہ اس پر شرع دلالت کرتی ہے نہ لغت اور نہ عقل۔"

(ب) تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"مَنْ قَالَ اِنَّ شَهَادَتَهَا مَعَهَا تَجْعَلُهَا كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ فَقَدْ اَبْعَدَ"

"اور جس نے کہا ہے کہ اس کی شہادت اس کے ساتھ جمع ہو کر اس کو مرد کی شہادت کی طرح کر دے گی۔اس کا یہ قول عقل و نقل سے بعید ہے۔" (ص ۳۳۵)

(ج) تفسیر خازن میں ہے:

وَحُكِيَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ هُوَ مِنَ الذَّكَرِ أَنْ تَجْعَلَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى ذَكَرًا وَالْمَعْنَى أَنَّ شَهَادَتَهُمَا تَصِيرُ كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ لِأَنَّهُ مَعْطُوفٌ عَلَى تَضِلَّ۔ (ا ہ ۳)

"سفیان بن عیینہ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فتذکر کا ماخذ ذکر ذال کی فتح سے ہے یعنی ایک دوسری کو مذکر بنا دے گی یعنی دونوں کی شہادت مرد کی شہادت کی طرح ہو جائے گی۔ پہلا قول صحیح ہے، اس لیے کہ فَتُذَكِّرَ کا عطف تَضِلَّ پر ہے یعنی تذکار سے ہے۔ ایک شاہدہ دوسری مذکرہ ہو گی۔"

۳۔ اگر دونوں عورتوں سے شہادت الگ الگ لی جائے جیسا کہ مدیرِ محدث کا خیال ہے تو ان کی شہادت میں تضاد اور اختلاف کا بھی امکان ہے۔ ایسی صورت میں ہر دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر کس طرح ہو گی؟ لہٰذا شہادت کی وہی صورت صحیح ہے جس کو قرآنِ مجید نے بیان کیا ہے یا ائمہ تفسیر نے اس کی وضاحت کر دی ہے

تذکِر اور تضِلّ:

مدیرِ محدث نے تذکِرَا اور تضِلَّ کے بارہ میں تحقیق کی ایک جدید راہ اختیار کی ہے فرماتے ہیں:

"تذکر یاد دلانے کے معنی میں پڑھا جائے گا نہ کہ تذکُرُ مذکر بنانے کے معنی میں۔ اور یہی مفہوم دوسری تفسیروں سے بھی ثابت ہے بلکہ بعض نے تو یہ تصریح بھی کی ہے کہ فتذکر تضل کے مقابلہ میں ہے۔" (ص ۱۱)

اگر علمِ لغت پر توجہ فرماتے تو یہ کہنے کی کبھی جسارت نہ کرتے کہ فَتُذَكِّرَ تَضِلَّ کے مقابلے میں ہے۔ یہ اس لیے کہ تَضِلَّ کا اطلاق ایک سے زیادہ معنوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح فَتُذَكِّرَ کا اطلاق ایک سے زیادہ معنوں پر ہوتا ہے۔ اس لیے مطلق یہ کہنا کہ تُذَكِّرَ، تَضِلَّ کے مقابلے میں ہے غلط ہے، جب تک کہ اس کا ایک معنی نسیان معین نہ کر لیا جائے۔ تُذَكِّرَ کا معنی "یاد دہانی" لینے کے لیے صاحبِ تفسیر خازن کو بھی تَضِلَّ کا معنی وَهُوَ النِّسْيَانُ متعین کرنا پڑا۔ لہٰذا ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ کسی

مفسر نے مطلقاً یہ نہیں کہا کہ تُذَکِّرَ تَضِلَّ کے مقابلے میں ہے۔ یہ مدیر محدث کی اپنی از خود ایجاد ہے۔

تفسیر مراغی میں ہے۔

استاذ احمد مصطفےٰ المراغی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہ "شہادت میں دو عورتوں کی ضرورت کیوں ہے" لکھا ہے:

"حَتّٰی اِذَا تَرَکَتْ اِحْدَاهُمَا شَیْئًا مِّنَ الشَّهَادَةِ کَاَنْ نَسِیَتْهُ اَوْ ضَلَّ عَنْهَا تُذَکِّرُهَا الْاُخْرٰی وَتُتِمُّ شَهَادَتَهَا وَعَلَی الْقَاضِیْ اَنْ یَّسْئَلَ اِحْدَاهُمَا بِحُضُوْرِ الْاُخْرٰی وَیَعْتَدَّ بِجُزْءِ الشَّهَادَةِ مِنْ اِحْدَاهُمَا وَبِبَاقِیْهَا مِنَ الْاُخْرٰی"

(پارہ ۳) جب ایک عورت شہادت کا کچھ حصہ بھول کر یا خطاء سے چھوڑ دے تو دوسری عورت اس کو یاد دلائے اور اس کی شہادت کو مکمل کرے اور قاضی کی ذمہ داری ہے کہ دوسری کی موجودگی میں پہلی سے شہادت لے اور جتنا حصہ وہ بیان کرے قاضی اس کو معتبر سمجھے اور بقایا شہادت دوسری سے لے اور اس کا اعتبار کرے۔"

پھر فرماتے ہیں: وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْقُضَاةِ لَا یَعْلَمُوْنَ بِهٰذَا جَهْلًا مِّنْهُمْ یعنی "بیشتر قاضی اپنی جہالت کی وجہ سے شہادت کے اس طریقہ کو نہیں جانتے۔"

استاذ احمد مصطفےٰ المراغی کی عبارت عورتوں کی شہادت کے بارہ میں کسی تفصیل کی محتاج نہیں، اس سے حسب ذیل صورتیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔

۱۔ عورتوں میں سے ایک شاہدہ دوسری مذکرہ ہے تکمیلِ گواہی میں ہر دو شریک ہیں۔

۲۔ یاد دہانی سے پہلی گواہی اور یاد دہانی کی گواہی دونوں معتبر ہیں۔

۳۔ دوسری کی حاضری میں پہلی عورت گواہی دے گی۔

۴۔ یاد دہانی سے شاہدہ کی شہادت مسترد نہیں ہوگی۔

۵۔ اگر ان کے ساتھ مرد نہیں ہو گا تو صرف ان کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہوگی۔

احادیث:

مدیر محدث نے اپنے موقف کی تائید میں چند ایک احادیث بحوالہ بخاری، مسلم

بیان کی ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل" یعنی کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف جیسی شہادت نہیں؟ بعض احادیث کے الفاظ یہ ہیں "فشہادۃ امرأتین تعدل شہادۃ رجل" "دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے"
مگر احادیث کے مذکورہ الفاظ سے مدیر محدث کا موقف ثابت نہیں ہوتا۔ مابہ النزاع یہ مسئلہ نہیں کہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں گی۔ یہ تو سب کے نزدیک متفقہ مسئلہ ہے۔ قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں۔ مدیر محدث اور ہمارے درمیان نزاع اس بارہ میں ہے کہ گواہی کی صورت کیا ہوگی؟ مدیر محدث کا موقف ہے کہ ہر دو عورتوں کی شہادت الگ الگ ہوگی۔ دونوں شہادتیں جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ دونوں میں ایک عورت شاہدہ ہے اور اس کے بھولنے پر دوسری عورت اس کو یاد دہانی کرائے گی دونوں ملکر ایک شہادت کو مکمل کریں گی۔ جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے۔ جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان میں سے مدیر محدث کا مدعا ثابت نہیں ہوتا جس کی تفصیل یہ ہے کہ بیان کردہ احادیث کے الفاظ میں یہ وضاحت نہیں پائی جاتی کہ شہادت کی کیفیت کیا ہے؟ البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائلہ کو اتنا ہی بتانا مقصود تھا کہ عقل میں کمی کس طرح ہے؟ سوال کے مطابق آپ نے جواب دے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اس ارشاد "دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے" یا "ایک عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف جیسی ہے" کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ چنانچہ صاحب مرعات نے لکھا ہے: "الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل اشارۃ الی قولہ فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان" (مرعات جلد اول ص ۴۹) "الیس شہادۃ المرأۃ الحدیث" حضور کا یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے "فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان" الآیۃ!
"فشہادۃ امرأتین تعدل شہادۃ رجل" اس حدیث کی شرح میں ابو عبداللہ المازری نے کہا ہے "واما نقصان العقل فشہادۃ امرأتین تعدل

شَہَادَۃُ رَجُلٍ تَنْبِیْہٌ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَا وَرَاءَہٗ وَھُوَ مَا نَبَّہَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی" (مسلم جلد اول شرح نووی) بہر حال عقل کا نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ یہ اطلاع آپؐ کی طرف سے ہے جس بناء پر آپؐ نے سمجھا ہے اور وُہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے اپنی کتابِ عزیز میں بیان کی ہے کہ ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے۔

مذکورہ عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ احادیث "فَشَہَادَۃُ امْرَاَتَیْنِ" اور "اَلَیْسَ شَہَادَۃُ الْمَرْاَۃِ" کا ماخذ قرآن مجید کی یہی آیت: "فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّہَدَاءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی الآیۃ" ہے اس لیے عورتوں کی شہادت کے بارہ میں وہی صورت صحیح ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔ یعنی شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکّرہ جو یاد دلا کر اس شہادت کو مکمل کرے گی۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ:

"فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی" کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا موصوف لکھتے ہیں:

"اور ایک مرد کی جگہ دو عورتیں اس لیے تجویز کی گئی ہیں تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی شہادت کے کسی حصہ کو خواہ ذہن سے یا شہادت کے وقت بیان کرنے سے بھُول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے اور یاد دلانے کے بعد شہادت کا مضمون مکمل ہو جاتے۔" (بیان القرآن)

بات طول پکڑ گئی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہادت کے وقت دو عورتوں میں سے ایک شاہدہ دوسری مذکّرہ ہے جو شہادت کے کسی حصّہ کے بھولنے پر اس کو یاد دلائیگی اور دونوں مل کر شہادت کو مکمل کریں گی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر عورت کی الگ گواہی ہو گی دونوں کی گواہی مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی یہ قول باطل ہے جیسا کہ امام ابن کثیرؒ اور امام شوکانیؒ نے اس قول کی سخت تردید کی ہے اور یہ قول بھی حقیقت کے خلاف ہے کہ "فَتُذْکِرَ کی تخفیف کے ساتھ قرأت غلط ہے" جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے وُہ کتاب و سنّت کی روشنی میں لکھا ہے۔ بایں ہمہ وُہ حرفِ آخر

نہیں۔ اس میں صواب و خطاء کا احتمال ہے۔ اصلاحی مشورہ قبول کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہو گا۔ تعاقب میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے وہ اہل علم کی شان کے خلاف ہے۔

مسلک کے ٹھیکیدار بتا سکتے ہیں کہ ہم سے کون سا جرم ہوا ہے جس کے انسداد کے لیے اہلحدیث جماعت کے علماء کے دروازوں پر المحذر اور المدد کی دستک دی گئی ہے اور ان جرائد کو معتوب گردانا گیا ہے جن میں ہمارا مضمون شائع ہوا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ تعاقب شائع کرنے سے پہلے مولانا مدنی سے مشورہ کر لیا ہوتا — مدیر محدث اس فن کے آدمی معلوم نہیں ہوتے۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالًا
وَرِجَالًا لِلْقَصْعَةِ وَالثَّرِيْدِ

۳۰ / اپریل ۱۹۸۳ء

مخلص محمد صدیق رئیس جامعہ علیہ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

رَدِّ تقلید اور

حُجِّیَّتِ حَدِیْث

حدیث کے حجت شرعیہ ہونے پر

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۸ صفحات	حافظ عبد الرشید اظہر	۹ روپے صرف

ادارہ مُحَدِّث مجلس التحقیق الاسلامی
۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور